

سمیرا حمید

دلہن

”سزا اپنی رافت پر فاخر نہیں ہو سکتا ہے تو اس
دھن کا انتظار کرنا ہو گا جو دو دلوں کے ایک ہو جانے
سے بنتی ہے۔“
”دو گھونڈوں کی بھیڑ چھپے ہوئے چاند تو گہری رات
کے کہشیں جنگل سے گزرتی تھی۔ گھونڈوں کی ٹانگوں
نے جنگل کو پرشے کی محبت سے چوٹا کر دیا تھا۔
درختوں کی سرخویشیاں جو لوری میں ڈھلنے لگی تھیں وہ
اب سسک لگی تھیں۔ جنگل کو ڈر تھا داری کا راز افشا
ہو جائے گا۔ کیونکہ آہستہ رات کو اس وقت اکلا بھی

مکمل ٹافل



<http://primenovels.blogspot.com/>

<http://primenovels.blogspot.com/>

بٹے بیٹے جائیں گے۔ درخت حکم اٹھانے والے تھے نہ
دل۔ جنگل کو ہر لڑائی ہانے میں وقت لگتا ہے۔ جب
تک جنگل ہر لڑائی نہ بیٹے اس کے راستوں پر اندھا
دھن نہیں بھٹکانا چاہیے۔
ایک درخت سے گھرا کر جب اس کی بھیڑ تقریباً
اٹھ ہی گئی تھی اور وہ اچھل کر بھیڑ سے باہر آ کر اترتو
پات اسے آخری وقت تک یاد تھی وہ اتنی سی تھی کہ
دو شئی کی چند لہریں اس کی نظروں کے سامنے سے
گزرتی تھیں اور گھوڑے بک گئے تھے۔
اور پھر جب اسے ہوش آیا اور اس نے درخت
کے تنے سے پٹہ لگایا تو اسے یہ بھی یاد آیا کہ وہ شئی کی

ان لہریوں سے پہلے اس دروازے پہلے اس کے کانوں
میں ایک آواز آئی تھی۔ پہلے اسے یہ آواز دور گاؤں
سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ پھر اسے لگا کہ شاید
کوئی روانہ رات کے اس پہر جنگل میں گیدڑوں اور
بھینسروں کے لیے کاروبار تھا۔
مزید غور کرنا اگر جو فوراً ہی اچھل کر بچنے نہ جا کر رہا۔
لیے درخت سے ٹیک لگائے وہ اب ایسے اطمینان
سے بیٹھا تھا جیسے آکر لہریں سے گاؤں کے اس جنگل تک
کا سفر اس نے اسی درخت سے ٹیک لگا کر سستانے
کے لیے کیا تھا۔ رات میں جو خشکی تھی اس کا مزہ چکھنے



<http://primenovels.blogspot.com/>

دونوں مردوں میں مجھے جگایا نہ جائے۔ سونے
دیا جائے۔ خواب کیسے نہ دیا جائے۔

جان ایسے اچانک رات کو اس کی تہ پر چڑھ نہ گیا
قتلہ بھی نہیں ہوا جو مسلما تھا کہ لڑنے کی اطلاع کیوں
قتلہ دی کہ نہ تو اس کی کہاں کے تیار کرتا۔
کھانے کے بعد کھڑے ہونے والے بچے پہلے سوپ کوئی کر
جب ہنر زور ہوئے گا تو اس نے دوستی عمل کرتے
جان کو روک لیا۔

”کھانوں میں کچھ پُر اسرار لوگ رہتے ہیں۔ ہیں
“؟“
”کیوں نہیں۔ چھوڑ دو خفاک جلد کر تین منہ کار
چلو کرینا۔ کچھ بد روہی اور چند سو پوسٹ۔
بس۔“
آسمان کے قندہ لگایا اور سو گیا۔

رات بھر کھانوں کی سبز گھاس سے چھوٹے رہے۔
جنگل کے راستوں پر ساری کوئیں کھڑی تھیں دیکھیں
اور وہ سو گیا سو گیا۔

اپنی فراک سیٹ کو یاد دہانی کے واسطے اپنے
کمرے میں گھوم کر دیکھا کچھ دنوں اپنے اپنے دستر
پر روی میں گھومنے کے لیے میں داخل دین اور اپنی
فہمی سوئی رہے ہوں گے۔ رات بے اپنا ہیٹ اٹھ کر
لماری میں رکھا اور اپنے سائو کو ٹھیک کے پاؤں میں
ڈال کر اپنے کتے کے چرک لیا۔ یہ سائو کھڑے در تک
اس کتے کے پیچے رہتا تھا چھوڑ دے اس کے ہاتھ میں
تھا بے اپنی تانگیں ہاتھ سے کل کے پیچے رکھا جانے والا
قتلہ اپنی تانگیں سوڈ کر اپنے ہاتھوں کو اپنے ٹھل کے
پیچے رکھ کر وہ آگ نہیں بند کر کے سونے لگا۔

”تم بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتیں میں اس جنگل کو
تمہارے جال سے آزاد کر رہی ہوں۔ جگہ۔“ اس کے
کاٹوں میں کوئی کھانا لودھ مسکرائی اور پھر۔
رات بھر ٹھل میں پڑنا سنا جاتا رہا چاروںوں کے

پاڑسے کی بھیڑیں، انجینی گھوڑوں کی ٹانگوں کو خوش
کندہ کستی رہیں اور وہ سوتی جاتی رہیں سوتی جاتی
رہی۔ رات بے چلو کر۔

صبح دن کے ساتھ طلوع ہوئی۔ اس کا رازہ جلدی
اچھ کر کھانوں کی سہ قہا تین دن سو نہ گیا۔ بچوں سے
اسے کھانا سنانی رہا بقا جہ جب کھانے کے
کمرے میں کیا تو یہ دیکھ کر یزید رہ گیا کہ اس کا کھر کی
طرز کے انڈر سے بھر گیا۔

”جان! اس کی بیوی اس کے چھوٹے بڑے سب
عق کے لیے طرح کے کھانوں میں مصروف تھے۔ کوئی
کھانا صاف دیکھا تھا کئی ہفتے کی بڑیا میں
دل رہا تھا کھانوں میں مول جارا تھا قزو چکارا تھا
کوئی پانی بھر کر لیا تھا بار بار پانی میں بھی اسے چند
لوگ کام کرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ گھاس کو تراشا
جارا تھا اور پانی کے پاڑسے کی لچمی تیل کی کائن
چھانٹا ہو رہی تھی۔

”جان! خوراک اتنا بیکار نہ کہ مجھے مقلی پسند
ہے لیکن ان میں کسی کھانے سے بچوں کو کھانا۔“
جان اور اس کے سب بچے مسکرائے۔ بچوں سے
کچھ رو بہات چیت کے بعد ہاتھ کرنے کا اور پھر
اپنے گھوڑوں کے پاس آیا اور اس سے کافی خانگہ رہے
تھے۔

”جی جگہ پر جس لائے لائے مطلب نہیں ہے کہ
تم نے سنے انداز سے مجھ سے ناراض ہو۔ مجھے چلو
گھاس گھوسے ہیں اور میں لائٹ بک کو دھونڈتے
ہیں۔“ گھوڑے پر سوار ہو کر جب وہ کھانوں کی طرف
جارا تھا تو جان بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔

”آپ دفتر اور رات کے کھانے میں کیا کیا
ہے۔“
”جو تم کھانا۔“

”مگر اس سوپ کچھ؟“ جے ہوئے میرا مطلب
مجھے ہوئے گھوڑہ چلن یون ساس؟“ کتے جان کے

<http://primenovels.blogspot.com/>

سب ہی رات نظر آنے لگے۔

سیاہ گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھے گھوڑوں کا ہاتھ میں لیے
اس نے گردن کو نیچے جان کی طرف جھکا کر کہا۔
”اوتھ کے سامنے دو بارہ بھی یہ جیتو نہ رن، ورنہ اس
کی جھلی اور انگی دونوں تانگیں اٹھنے میں وقت نہیں
لیں گی۔“

جان ہی کرتے ہوئے پڑے گئے گا کیا آپ کا گھوڑا
جس منزل میں رکھا؟
”جس منزل پر تھکا ہے۔ اسی لیے تو تانگیں اٹھا رہا
ہے۔“ گام کو جھٹکا تو کھڑے ہوئے آسمان
گھوڑے کو اٹھنے لگا۔

کلی پر تک وہ کھانوں میں گھومتا رہا دوا مسیحو
بیک جب تک زہرہ سے وہ پھسل کر تینوں میں میں
آیا کرتے تھے۔ یہاں بھی بھانگنے کے ساتھ آگیا کرتے
تھے جب تک میں سب اس پھونڈے کے گاؤں کی نسبت
ایشان برگ فارم باؤس جانا نہ پڑا کرتے تھے۔ اس
کی ہمیں نو فین اور دو ایک بارانی سیٹیوں کے
ساتھ میں آتی تھیں۔ نو فین نے گھوڑے کے گرد
کرنا کھانا زخمی کر لیا۔ یہ پھر اس گاؤں سے اتنی
ٹال ہوئی کہ نہ بھی خود کئی نہ آسکر اور دو کو فیصل
آئے۔

گاؤں والے کا یہاں ایک قتلہ البتہ کچھ لوگ جو پہلے
چھوٹے چھوٹے تھے اب بڑے ہو چکے تھے۔
”اب اس سال کچھ اس لائٹ بک کو بھی میں نے
میں دیکھا ہو گا۔“ اس نے دس سال پہلے کے اپنے
ایک دن کے قیام کو یاد کر لیا تھا۔ جس میں میں نے
کھانوں میں لے کر کھوتے رہے تھے۔ وہ بھی گھاس میں
ٹھننے والے بچوں کے ساتھ کچھ دیکھا تھا۔
دوسرے خوش رہی جیسے رہے تھے۔

دوسرے کھانے کے بعد وہ اپنی بیٹی بنگ پر کھڑا کر
دیا۔ اس کے عین سامنے جنگل تھا کچھ دور ایک
چھوٹی سی جھیل تھی جس کے کنارے کچھ بے سبیل
سے اٹھکھل کر رہے تھے۔ جھیل کے اطراف گھاس
کے قطعات گاؤں کے پھیلاؤ تک جاتے تھے۔ دور

مسٹر کی ہاڑی کی بھیڑیں اسے یہاں سے بھی
دکھائی دے رہی تھیں۔
”دس سال پہلے کے بھیڑیں ہاقتل کیوں لگی
تھیں۔“ برش کو روک کر آسمان سے سوجا۔
”اب یہ مجھے اتنی جگہ بلکہ قتلہ قیل کیوں لگی رہی ہیں؟
کرینا ایک کتے سے تھیں۔ کیوں کی ابتدا جانا جاتے ہو تو
کسی کھانوں میں قیام کرو؟ اس پر اعتبار جاتے ہو تو
مجھے وہ دونوں ہی مردوں سے لے کر میں قیام
کر لیتا تھا۔“

”شوک گائے آسمان سے سوجا۔
رات کو کھانے کے بعد اس نے جان کو روک لیا۔
”ہاں کھانوں میں کوئی ایسی لڑکی رہتی ہے جو کوئی سنا جاتی
ہے۔ اور رات سے چھوٹوں کو اٹھا کر لیتی ہے؟“
”کھانوں میں جیتو رہے ہیں خاص کر جنگل میں۔ وہ
کبھی بھی آتے ہیں۔“
”میں لڑکی کے پاس میں پوچھ رہا ہوں، مسٹر
جان۔“

”کیوں بھی بہت ہیں گاؤں میں۔ مسٹر آسکر
دیکھ۔“
”مجھے معلوم ہوا کہ گر پڑا یہ کیوں کہتے تھے کہ
اگر گاؤں سے کچھ چھل کو لیا جائے تو وہ جست نظیر
ہوئے۔“ ان بچہ چھل میں سے ایک تم بھی
ہو گے۔“
”میں مسٹر آسکر کے او میں نہیں ہوں لی تو وہ
انجینی ہیں جو گاؤں کے لوگوں کی مدد کی بات کرتے
ہیں آسکر بدحوہ تھے۔ وہ ہم دو راستے جو انہیں
گائے تک لانا ہے۔ سو ہم گھوڑے جن پر بیٹھ کر
آتے ہیں۔“
آسکر کا قندہ بے سائے تھا۔ ”میں انجینی نہیں
ہوں۔ دو بدحوہ صرف نہیں سمجھتا ہوں۔ سوم
مجھے کافی پتے کے لیے کیا کا رہا ہو گا۔“

جان جس جا اور گائی پنے لگا گیا۔ آسکر کھڑکی
تک گیا اور دو جنگل کو دیکھنے لگا۔ جب جنگل اندھے
میں دوڑا تو وہ جا اور وہاں کوئی کائی اسکاں نہیں
آ رہا تھا۔ ”جنگل میں قدر اداں اور اکیلا لگ رہا

تھے۔ جس وقت وہ مجھے یہ دے کر گئے اس کے بعد وہ دوبارہ واپس نہیں آئے تھے۔ انہیں اسی بڑے بڑے میں دفن کیا گیا تھا جہاں پورے بنائے کا خیال تھا۔ میں کیا تھا۔

سٹرلبرٹ رائٹ کی موت کے تڑکے پر چوکور آکر خاموش رہا۔ ”پہرہ منے دھن بے نیکی ہے؟“ ”ہیے۔“ ”ارباب نے پورے کو منہ سے لگا دیا اور اگلے چھوٹے آکر سے دور جانے لگی۔ اس کی مسکراہٹ اور اس کی پورے دونوں طرف اٹھائی تھی۔ اتنی محبت اور خوش دلی سے ہماری محبت کہ اس کا ذکر وہ یہ کام ہی سے کرتی رہی تو چٹوٹوں کے سنگ ستارے بھی اُٹنے لگے۔

آہستہ آہستہ چٹوٹوں کا دل دینے لگے۔ ہوتے ہوئے وہ نیا ہوتے لگے۔ وہ اس کے گرد و ناپ بٹانے لگے۔ اس کے دھن کو بول رہی تھی۔ ”میں یہ سننے سے کسی دیر گز بننے والا ہوں گا۔ ان دنوں میں ہر ایک مجھ سے دیر میں یہ دانے چھوٹے چھوٹے کی اور دانوں میں ختم ہو رہے تھے۔

وہ اس کے سامنے منظر میں موجود تھا ہر کسی اسے گلن تھا کہ وہ کسی خواب کی کوئی شے ہے۔ وہ جو دائی اہل موجود تھی وہ بہت سرفروغ بہت گن گن محبت سے یاد بھی نہیں تھا کہ کوئی آکر ایک جگہ وہاں موجود ہے۔ اس کے باپ نے ایک بار بڑا بڑا قلم وہ اس ساڑ کرنا کام ہونے میں دے سکی تھی۔ سٹرلبرٹ کو معلوم نہیں تھا کہ وہ لیا کر کے کہ وہ لیا ہر تڑکے کی تڑکے کی اسے جڑ سے میں دفن نہ ہوتے جہاں سے یہ پورے کیا تھا۔

”مگر تم ایک بھی چٹوٹ کو لائے میں بھی کامیاب ہو گئیں تو سمجھ لیا کہ وہ چٹوٹوں ہی تھا۔“ ”ارباب نے سٹرلبرٹ کے الفاظ کو بیش یاد رکھا۔ وہ سہل سہل کی تھی جب وہ پہلا چٹوٹ لائے میں کامیاب ہوئی تھی۔ اس کی عمر کے ساتھ ساتھ چٹوٹوں کی تعداد بڑھتی گئی اور ایک رات اس نے اُٹتے چٹوٹ آئے کر کے تھے کہ وہ انہیں دیکھ کر بے ہوش ہو گئی تھی۔

یہ رات ایوان کی ساگر کی رات تھی۔ سٹرلبرٹ مسز سولس کی سب سے لائق بیٹی کی ساگر کی رات۔ جس وقت وہ بچوں کے ساتھ کھڑی ہوا فہر کے پاس بھی تھی کہ واقفان کن رہی تھی اس وقت اسے خیال آیا کہ

اسے بھی اپنے ساڑ کی رونمائی کرنی چاہیے۔ ایوان کی ساگر کے نام کا پکھیلانے سے بھی جانا جائے۔ پورے کو اپنی جیب سے نکل کر وہ ہاتھ کے کنارے کنارے کھوٹے اسے بھانے لگی۔ اس کی عورت نے عالم خاکہ وہ یہ نکتہ نہیں دیکھ سکی کہ کون سے بڑے ڈر کر رہے ہیں۔ ہماگ گئے تھے کچھ خوشی سے اچھل رہے تھے اور کچھ منہ کھولے چٹوٹوں کی فوج کی بازو کے گرد آئے اور داریا کے ساتھ ساتھ سترے سترے دیکھ رہے تھے۔ جب اس نے انہیں کھولیں اور اپنے طرف دیکھ کر اس کے اپنے ہوش جا رہے تھے۔

اس طرف سے وہاں سے پورے سے بھانے پر پانڈی کی لگا دی تھی۔ کچھ دھڑکنے دار جو پہلی بار وہاں آئے تھے انہوں نے دیر کر بار بار کو زیر بحث رکھا لیکن اسے پھر بھی پھپ کر اسے بھائی رہی۔ ایک رات چند انہیوں نے اسے دیکھ لیا اور انہوں نے کچھ واقفان سے استفسار کیا کہ کیا وہ جا رہی ہے۔

”ایک ایک سامنے اٹھل دو گن۔ آپ جانتے ہیں یہ میرے لیے انتفاخ ہے۔“

”صرف ایک ساڑ میں سے بار ہے۔ کیا تم جانتی ہو کہ تم چاہو کہ کوئی کے ہمارے جانی جاوے۔“ ”مجھے پروا نہیں کہ کوئی کیا کہتے ہیں۔ کسی افواہیں پھیلاتے ہیں۔“

”افواہیں تو ہمیں بھی سننا چاہیے کہ ہیں یا نہیں۔ مت بھولو کہ چٹوٹوں کو زندہ چلا دیا گیا تھا۔“

”یہ کوئی چٹوٹ نہیں ہے بالکل۔“

”یہ ان کے لیے چٹوٹ ہی ہے جو اس سے انجان ہیں۔“ ”کیا میں اسے سمجھ نہ سکتا ہوں؟“ ”تم تو سمجھا دیا کرو۔ کبھی سے واقفان سیکھ لو۔“ ”دور پورے؟“

http://primenovels.blogspot.com/

”جورنے کو سنبھل کر رکھ لو۔ یہ اہرٹ کی نشانی ہے۔“ ”کلک لو سن۔ یہ تو کب تک۔“

”مسٹر اہرٹ رائٹ کی بات کو دیکھ کر میں رکھ سکی لیکہ فوراً چپ کر بیٹھ گیا۔“ ”جس جگہ سے ڈر نہیں لگتا؟“ ”جب وہ اس کے گھر کے پاس پہنچ گئے تو اس نے داریا سے پوچھا۔ ”کونسی کو بھانے سے کھل کر اس میں سے داریا کے کنارے کھڑے ہو کر اس کو رکھ دیا۔“ ”کون سا بچہ؟“ ”آکر کھڑا ہوا اور پٹ کر جانے لگا۔

”مجھے صرف اس بات سے ڈر لگتا ہے کہ مجھ سے پورے چھین لیا جائے گا۔ پورے مجھ سے دور ہو جائے گا۔“ اس نے گھر کی طرف سے باہر نکل کر گھر کی شے میں کھار کھائی بند کر دی۔

”مجھے بھی اسی بات سے ڈر لگتا ہے کہ تم سے تمہارا پورے نہ چھین لیا جائے گا۔ تم سے دور نہ کر دیا جائے۔“ اس کی بند کھڑکی کو دیکھ کر اسے گھر کی آواز کی سر پر بیٹھا جان لو گھ رہا تھا اس نے سبے کواز قدموں کی چاب پہنچا دی۔

”آپ کھل گئے تھے؟“ ”جان نے انہیں ملنے ہوئے پوچھا۔

”بیٹھ گئی یہ کر رہے۔“

”رات کے اسی پہرے؟“ ”ہر گز نہ۔“

”میں یہ دیکھنے گیا تھا کہ جگل رات کو سوتا ہے یا نہیں۔“

”کیا وہ سو رہا ہو؟“ ”نہا نہیں ہوا۔“ ”نہا نہیں ہوا۔“

”میں وہ دیکھ کر غصے میں رہ گیا۔“ ”نہا نہیں ہوا۔“ ”نہا نہیں ہوا۔“



”تمی جب آکر اسے گھوڑے پر آیا۔“ ”کیا تم اس کے کھوڑے پر آ رہی ہو؟“

”ہاں! آ رہی تھی۔“ ”نہا نہیں ہوا۔“ ”نہا نہیں ہوا۔“

”میں اسے گھوڑے پر آ رہی تھی۔“ ”نہا نہیں ہوا۔“ ”نہا نہیں ہوا۔“

”میں اسے گھوڑے پر آ رہی تھی۔“ ”نہا نہیں ہوا۔“ ”نہا نہیں ہوا۔“

”میں اسے گھوڑے پر آ رہی تھی۔“ ”نہا نہیں ہوا۔“ ”نہا نہیں ہوا۔“

”میں اسے گھوڑے پر آ رہی تھی۔“ ”نہا نہیں ہوا۔“ ”نہا نہیں ہوا۔“

”میں اسے گھوڑے پر آ رہی تھی۔“ ”نہا نہیں ہوا۔“ ”نہا نہیں ہوا۔“

ایدا سامنے آکر بیٹھنے لگی۔ مسز فلور اور ماریا بھی اپنا ہاتھ روک کر اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔ وہ کچھ دیر تک سوچ رہا پھر اس نے باری باری چاروں خواتین کو دیکھا۔

"بہنو! کہنے کی وجہ تو اب یاد نہیں لیکن پندہ کیے جانے کی وجہ معلوم ہے۔" "تہہ پوشش۔"

ماریا قسمی لگی۔ "ایدا! یہی تو اور مسز فلور سے ایک دوسرے کی طرف لکھا اور پھر مسز فلور نے اپنی انگلی ہونٹوں تک لے جا کر شل کہا۔" "یہی بورشے کے بارے میں بات نہیں کر سکتے۔"

"میں ابھی نہیں ہوں۔ یہ میرے گریٹا یا گاؤں ہے۔ میرا بھی گاؤں ہے۔"

"میں شانتہ! ابھی بورشے کو فریشتا بھیجے ہیں اور شانتہ ابھی اپنے منہ سے ایک فرائش قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا۔"

"بورشے قمار بازی نہیں کر کر نہیں۔ یہ توہ ساز ہے جو وہ قمار بازی کرتے ہیں۔"

اس دوران ماریا انھوں کی بات میں غم ہوئی۔ وہ سمجھ گیا کہ اس نے برا مانا ہے۔ اس نے بتانا چاہیے تھا کہ اس نے غلط کیا ہے۔ وہ ان کی یاد دہانی تو کر لی ہے ماریا کو انھوں کے چہروں کو ہاتھ سے پرے کرتے دھوڑنے لگا لیکن میں دھوڑتا رہا جب تک میں اسے اچھالنے میں کامیاب نہ ہوئیں تو اس نے اتفاق سے ماریا کو تیلی سے ٹک کر باہر چالنے دے دیا۔ وہ سخت برا لاش تھی۔ اس کی تالیاں اس کے ہیٹ کے گلابی رینگ کے اوپر سے ظاہر تھیں۔ اس کی کمر کا بے ضرر چمچہ لٹایاں ساہو کیا تھا۔

جب سب نے ٹی کر انگوٹوں کا رس نکالا اور ایوا اور کیتی نے ٹی کر انگوٹہ کے خوشن کو اپنے اپنے پیٹ پر رکھا۔ ابھی ماریا نے اس سے بات نہیں کی۔ بلکہ وہ ابھی اور اپنی فرائش لے کر غائب ہوئی۔ وہ چلنے سے ٹھوڑے پر سوار ہو کر اس کا پتہ چمچہ کرنے لگا لیکن وہ اسے نہیں ملی۔

"گاؤں والے ٹھیک کرتے ہیں، وہ انجینئروں کو اپنے

راڈوں میں شریک نہیں کر سکتے کیونکہ وہ جانتے ہیں بڑے شیروں سے آنے والے گاؤں کے راڈوں کو چھوڑنا سمجھ کرے غائب کریں گے۔"

رات کو کھانا اچھالنے کے بعد اس نے جان کو پھر اپنے پاس بغلیا۔ "جب ماریا کسی سی پی ٹی ہو رہے تھے تو ابھی تو میں نے کیا لکھا تھا۔"

جان نے چونک کر اس کو دیکھا۔ "آپ کا ٹھیک ٹھیک جوابی آپ کو تم کہیں گے۔"

"نہ تو تم کہہ رہے ہو سنا ہے۔ براے براے جان راہی بات کو باہوت تمہیے نظر انداز نہ کر۔"

جان نے کمر اسٹین لیا۔ "ایدا! کیا تم باری کی ہے۔ ہم نہیں جانے کو اسے کوئی نقصان پہنچے۔"

"میں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔"

"ٹھیک! ہاں! ہر سر کے کچھ لو اسے جوہر ہوئے ہیں۔ ٹھیک! آگے تھے ان کا خیال تھا کہ وہ کے لیے قاتلہ مقرر ثابت ہوئی۔"

"جان! میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے راڈی رو کر دے گا۔"

جان نے پھر سے کمر اسٹین لیا۔ وہ ابھی بھی نہیں چاہتا تھا۔ "مجھے خیر آری ہے جسے تم نے چاہا تھا۔"

"خیر ہو گا۔"

"بورشے نے ٹکی ملی دھن کے لیے۔ خدا کی بات۔"

"ہم سب کے لیے۔" معمول کی بات تھی کہ بہت اچھا پورے بجائے لگی ہے۔ انگریز شام کو چلا تھی۔ چند گینتوں میں آئے تھے۔ سر شام اسے پورے شے کی نہیں عادت ہو چکی تھی۔ اس نے کہا۔

رات اس نے اپنے زادہ گیتوا آگے کر لیے کہ ہم مسز فلور اور کیتی کے مشنوں نے اسے منع کر دیا اور وہ بھی لگی۔

"ٹھیک ہے جان! اجسارا شہر۔"

جس وقت جان رات کے اپنے کاموں سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں جا رہا تھا ٹھیک اسی وقت اس کے اپنے کمرے کی کھڑکی سے باہر کوڑا مارا گیا کہ کھڑکی

http://primenovels.blogspot.com/

طرف جا رہا تھا۔ ماریا کے کھڑکی بازہ پھلاٹ گیا کہ اس کے کمرے کی کھڑکی کچھ سے پہلے لگا کھڑکی فوراً کھل گئی اور اس نے شے سے سراپہ نکالا۔

"نکل جاگ جاسیں گے مسز اسکر آپ کو یہ سب نہیں کرنا چاہیے۔ آپ میری زندگی مشکل کر رہے ہیں۔"

"میں ماریا! میں معافی مانگنے آیا ہوں۔ آپ میری شرمندگی میں معاف کر دی ہیں۔"

"آج کی رات اس کی زندگی آخری رات نہیں ہے۔ آپ کل تک انتظار کر سکتے تھے۔"

"لیکن جنو مج تک انتظار نہیں کریں گے میں ثروت سے بورشے سنا چاہتا ہوں۔"

"بورشے آپ کا لازم نہیں ہے جو آپ کے ہاتھ کی ٹالپی بچے گا۔"

"بورشے میری دوست کا ساز ہے جو میری درخواست پر ضرور پڑے گا۔"

"کھڑکی کے پٹ کی تہ سے بند کر دیے گئے سختی سے اس میں وہ بارہ دستک دہی گئی۔"

"میں سوچتا ہوں۔"

"میں بورشے سنا چاہتا ہوں اور نہ تک یہاں کوڑا مارنا چاہتا ہوں۔" وہ ان ہاتھ سے بچے ہوئے بازو پھوڑ کر اس کے منہ سے انکار پڑ گیا کہ کھڑکی کو پھر سے بند کر دیا گیا۔

"میں شرمندہ ہوں۔" کھڑکی پر دستک دہی کر اس نے پھر سے کہا۔

"کھڑکی کھلی اور بورشے والا ہاتھ باہر گیا۔" یہ لیں اور جا کر بھاگیں۔" کھڑکی بند ہو گئی۔

بورشے کو ہاتھ میں لے کر مسز فلور لگاؤں سے ہوئے پہلے کی کوشش کرنے لگا۔ اس نے بورشے سے کہہ دیا کہ دھن نکالنے کے ہاتھ کی دھو لیا کرتے تھے اور زور سے جھونکے۔ رات کا پورا سویت گیا اور زور سے لکھ لکھ اور کل کر کھڑکی کو زور زور سے جھونکے پر پھوڑ کر کہ پھر کھڑکی کے راستے سے کمرے میں واپس آکر بورشے کو کھینچے کے لیے وہ کہہ کر

سو گیا۔

اسکری ایک سفید مٹھی میں جھنسا سو رہے تھے اور یہ ہول رہا ہے کہ وہ یہاں لگے ہر مٹھی سے آیا تھا۔ اسے کچھ شکار تصویریں بھی ملیں۔ تصویر تخلیق کر رہا تھا خیال میں کھل کر تھا لیکن اسے پورے کو کھینچے کے لیے روتے سو رہا ہے اس کے رنگ اور کیوں اور سب برش اسے دیکھ رہے ہیں اور سو رہا ہے۔

پہلے سے مٹھی خند۔ مٹھی سے مٹھی ترننگ۔ اچھی صبح وہ اٹھائی تھا کہ جان اس کے پاس گیا۔

"ماریا! کل وہ تک انتظار کر رہی۔ وہ صبح سے پانچ چھ بار آچکی ہے۔"

"آج میں اس کے ہاتھ رک گئے۔" ماریا کی آنکھیں ملنے لگی ہیں۔

"مج کو ہوں ہے جان جو وہ اتنی سی مٹھی میں پانچ چھ بار آچکی ہے؟"

"وہ کل پڑھان اور بچہ مٹھی۔"

"تھوڑی کے لیے کسی بھی پڑھان ہوتا چاہیے۔"

اس سے بہتوں کی قدر بڑھ جاتی ہے۔

وہ جانتا تھا کہ کیوں پڑھان اور ہے جین ہے کہ وہ پڑھان واپس آکر اس سے اس کے پورے بھابھا۔

تیار ہو کر نہ کھانے کے لیے باہر کا تاتہ اور نہ ماریا اپنی طرف آنے کوئی نظر لگے۔ جب کہ اسے دیکھنے سے پھر کرے اپناں میں چل گیا اور تیری سے دوسری سمت جانے لگا۔ اپنے پیٹے سے ماریا کی تالیاں آری نہیں لے کر وہ رگ جانے کے لیے کہہ رہی تھی۔ اس کے اپنے رات گزیر کر لے ماریا اپنے پیٹے سے کھاتی ہوئی مٹھیوں ہوئی۔ بے اختیار اس نے اپنی مسکراہٹ کو روک دیا۔

بورشے بورشے۔ بورشے۔

"مسز اسکر! میں کب سے آپ کو رگ جانے کے لیے کہہ رہی ہوں۔" چھٹی ہوئی کاسوں کے ساتھ وہ اس کے سامنے آکر کھڑکی ہوئی۔ اس کی ٹکی فرار اور سفید پٹے ہوا میں زور تھا۔ اس کی فرار کی سامنے کی جب۔ جس میں بورشے نامی چیز ہمہ وقت پڑی رہتی

شاخوں پر ہی اڑتے رہے پھر وہ نیچے آئے اور اسکرے سر پر بیٹھے۔ کچھ ہی دیر میں آسکرہ جہاز میں کیا جس پر جھکوں بیزا کیے ہوئے تھے۔ ماریا اس کے گرد گھومتے ہوئے چلتی تھی ہاتھ کے اشارے سے حرکت نہ کرنے کا کہہ رہی تھی ایک بھی جہاز ہوا کی سمت نہیں بڑھا تھا سب جہاز آسکر پر ڈیر ہو گئے تھے اور وہ کسی نیچے کی طرف مڑنا تھا۔ ماریا کی دلہنی شرارتیں سرگراہت کوہ آسانی سے کھٹکنا تھا۔ وہ جان کیا کہ ماریا اس سے دور نہ کو چھین لینے کا بدلہ لے رہی ہے۔

اس کے اپنے معصومانہ انتقام پر سر کو ٹھوس کر وہ میا اور تہ بھی آگھوں سے اسے فرار کا کوئی تہا نہیں بکا کرنا تھوڑے دیر بعد جب ایک آخری جہاز بھی آسکر کی طرف پر گرنے لگی تھی۔ گھڑ پٹ سڑاٹاٹ ایک ہاتھ اور اگر وہ بھاگ گئی۔ سڑاٹاٹ ایک جگہ میں سارے گول گھول کر اپنے ساتھ اپنے گول بار بار اور دھسکراتے رہے۔ منکراتے سے بھاگ کون؟ جھٹ جھٹ جھٹ۔ اور آسکر۔

سڑاٹاٹ البت خود تو نہیں آئے تھے لیکن روز اور جو زمین لانی لانی دوست اڑایا اس کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے آگئی تھیں۔

”آپ نے ہمیں یاد نہیں کیا؟“ روز اس سے شکایت کر رہی تھی۔

”یہ بھی کوئی کرنے کا کام ہے۔“ وہ اپنی چھوٹی ہنسنے کے گل پر چٹکی بھرے تھیں ہنسنے کا۔

”تو یہ بھگوان تھیں ہمیں سڑاٹاٹ کے لیے تم نے چتا آسکر۔“ اس کا چہرہ لینے کے بعد جو زمین نے کہا۔

”مگر یہ جھوک سڑاٹاٹ تو میں اس سڑاٹاٹ کو طویل کرنا چاہتا ہوں۔“

”آسکر۔“ اڑایا دوستوں میں پہلی اپنی نازک انگلیوں کو مسدود کر رکھی تھی۔

”ہمیں یہاں دو دن آرام کریں گے پھر آپ ہمارے ساتھ جائیں گے۔“ روز نے اپنی پچھان سی نواز کر حکم دیا تھا۔

”آسکر جس جا۔“ میں نے ایک بھی ہینٹنگ نہیں پہلی روز۔“

”اسے شراؤں ایک کے ہیں آپ صرف خواب دیکھتے ہیں لیکن آپ کی یہ تعبیر حاصل نہیں کر سکتے۔“

خلاف معمول آسکر نے اس طوطی کو خوش دلی سے سنا اور جواب میں مسکراتے لگے۔ جو زمین نے غور سے اسے دیکھا جس کا خون ان گرم ریتا تھا کہ وہ پھیلائی ایسی باتوں کو یادداشت نہیں کر سکتا تھا۔

”مگر کیا خبر ہے تم پر ایسے اثرات مرتب کیے ہیں آسکر۔ تم کو کس کے چارے ہو۔“ جو زمین کے بنانہ رہ گئی۔

شام کو وہ چاروں اپنے اپنے کوٹوں پر سوار ہو کر گولیں دیکھتے رہے۔ روز اور جو زمین کی تھ گولوں کے بارے میں کسی بھی دعوے کی گئی لیکن اڑایا کو گول کا کلاں اچھا لگتا دیکھنے کی اسے ہر چیز اچھی لگتی تھی جو آسکر کو اچھی لگتی تھی۔ آسکر جس جس طرف دیکھ دیا تھا وہ بھی اسی طرف بڑھ رہی تھی۔

رات میں آسکر نے اپنی گولیوں اور ماریا میں دوہورا گولوں سے کو کو کران کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔

اس کے گولوں سے کو کوٹے میں لنگی تیزی اور دن تیزیوں کے گھولوں کو آگھوں تک پہنچانے میں اتنی جگت نمایاں تھی کہ جو زمین نے حتیٰ سے لگام کو پکڑا اور اڑایا نے ایک نظر ان تیزیوں کو دیکھ کر اپنی مسکراہٹ کو دم گھم کر لیا۔ روز بھی دوہورا آسکر کے پیچھے گھومتے سے اتر کر اور دن تیزیوں سے تعارف حاصل کر گئے۔ جو زمین اور اڑایا نے کچھ وقت لیا

تعارف کی تخیل میں۔ اور انہیں اپنے گھر کے پاس کے ایک دوستی خود روزانے فوراً قبول کر لی۔

مگر وہ ایسی ہر جو زمین پر سوچ انداز سے آسکر کو دیکھتی رہی تھی۔ اڑایا کچھ سے بہت سی دیر بعد بھی شام سے گولیوں بار باندے سے کہہ چکی تھیں کہ میں واپس چلے جانا چاہتا ہوں۔ لہذا انھیں اور فلاں گولہ ڈوڈا دن قریب آئے ہی والا ہے لیکن آسکر نے واپس میں کوئی کچھ نہیں بل۔ اس نے اس میں وہاں رہنے پر مجبور نہیں کیا۔

آسکر جانے کے لیے تیار نہیں تھا تو وہ بھی تیار نہیں ہو سکی۔ روز کا بات بہت حل لگ کر تھا۔ وہ اپنا اور بھیجے کے ساتھ کچھوں میں گھومتی رہتی تھی۔ ان ہی کے ساتھ اس نے قریبی قصبہ میں ہونے والی تقریبات میں حصہ لیا تھا۔ وہ اپنے ہی روز اور اس جزیرہ پر بند گئی تھی جسے آسکر کا نقشہ دل کی موت کے بعد آسکر روز اور دو دنوں ایک دوسرے کے بہت قریب آگئے تھے۔ جو زمین کی اپنی اپنی ہینٹ ہینٹ تھی۔ شست و رغبت اور دلیاں کی ہنٹ ہنٹ ہنٹ ہنٹ۔ زندگی کے دوسرے معاملات میں بھی وہ بہت نازک مزاج بن کر جا رہی تھی۔

ایک دن وہ اور ماریا اپنے اپنے گھروں پر قریبی گاؤں میں کھڑے چارے کھاتے کہ جو زمین نے آسکر کو اپنے گاؤں اور انداز سے نواز دے کر رکھ جانے کے لیے کیا کہ آسکر اسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی پرہیز جو زمین سے بات کیے نہ نہیں رہا۔

”ماریا میری دوست سے اور میں نے بات پسند نہیں کرنا کہ اس کے سامنے اپنے تخت انداز میں بات کی جا سکتی۔“

”میں نے تم سے صرف یہ پوچھا تھا کہ تمہاری واپس ایک تک ہوگی۔“

”مگر میں پوچھا تو تو مجھے براہ لگتا جو زمین۔“ دھجک سب ہی آگئے ہوئے ہیں براہ انہیں غلط انداز کو کہہ رہے ہیں۔“

جو زمین خاموش رہ گئی۔ ”تم کب واپس جانا چاہتے

ہو۔“ ”میں نے اگلی سے نہیں کیا۔“ ”تم جانتے ہو کہ روزا تمہارے بغیر نہیں رہتی۔ اس کے سب بیوروڑ میں تو اسے سبق دینے نہیں آئیں گے۔“ ”آسکر نے سمجھ جانے والے انداز میں سہلایا۔“ ”تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ تم لوگوں کو اب لوٹ جانا چاہیے۔“

جو زمین نے بے یقینی سے آسکر کو دیکھا۔ ”کیا تم

بیش بہت روزا چاہتے ہو؟“ ”میں نے کہا تو جو زمین اب میں نے ابھی کچھ طے نہیں کیا۔“

”اگلے دن روزا اس سے خود کر رہی تھی کہ اب میں واپس چلنا چاہتا ہوں۔“ روزا کی بات تمہی ٹھاکر تھا۔

”جیسے یہ کچھ پسند نہیں آتی؟“ ”ہمیں یہاں پھر آنا نہیں سب کیا بھی وہاں اکیلے ہیں۔“ اس کی سہیلیوں نے آسکر کی آواز سے متعلق گویا بھول گئے تھے۔

”آسکر روزا کو اپنے کسی بھی جواب سے مطمئن نہیں کر سکتا۔ اس لیے وہ تم سے اپنا اڑا مہرے انتظار کرتی رہی کہ آسکر بھی اسے بھی اسے ساتھ کھڑ سوار کی دھوت دے گا یا اسے اپنی گولی تو می اصروری ہینٹنگ ہی بھلا کرے گا۔“

رات کو جب وہ باری باری اپنی دونوں بہنوں اور اڑایا کو شب بیکھر کر بچا کر اسے کمرے میں آکر جھگ کی طرف دیکھنے کے چان کے کمرے کا روزا اور بھی ہنڈ ہو یا تو وہ کھڑکی کے راستے باہر گیا۔ جس وقت ماریا کو کھڑکی پر تھا اس کا اس وقت جو زمین اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی اس باڈو کو دیکھ رہی تھی جسے پھانگ کر جاتے ہوئے اس نے آسکر کو کھاندا کچھ دیر بعد وہ شل لیٹے باڈو کے راستے کے اس پار بھی

http://primenovels.blogspot.com/

دکتر سے ملنے گئی۔ کچھ روز اسے آسکر اور ماریا آگے بھیجے ہوئے کوٹھالی ہے۔

جوڑفین اپنے کمرے میں دواؤں آگئی اور بے چینی سے نکلنے لگی۔ اس کی بیماری دوست مس اڈا پلا ایک سب سے حد خوب صورت اور شاندار لڑکی ہے۔ کیا لڑکی کی موجودگی میں کلاؤں کی کسی لڑکی کی ضرورت رہتی ہے۔ جوڑفین اس وقت تک نہیں سوئی جب تک اس نے آسکر کو دواؤں اتارے ہوئے نہیں دیکھ لیا۔ اگلے دن صبح اس کے بہت شور مچا ہے۔ یہ بھی آسکر کے ساتھ چلنے کے لیے تیار نہیں ہوا۔ وہ کسی صورت صحت یابی نہیں رہا تھا۔

جوڑفین کو اڈا پلا کو اپنے ذہن شریک کرنا پڑا اور آجی بار دات کو جب آسکر کوئی کے راستہ باز نکلا تو جوڑفین اور اڈا پلا بھی اس کے پیچھے چلنے لگیں۔ لیکن جھگڑے کے بعد دونوں نے راستہ گم کر کے اندر چلے گئے۔ انہیں کچھ دھاتی نہیں رہا۔ کچھ جھگڑا کا خوف بھی طاری ہوا اور دواؤں پر کھنکھارے۔

دوا اور ماریا کی کالی دھڑکی ہو چکی تھی۔ دوا ماریا کے ساتھ کافی وقت گزارنے لگی۔ ایک راست آسکر کے ساتھ روزانہ چلنے لگی اور جوڑفین کی حیرت کی حد نہیں رہی۔

”کیا سب کیا ہو رہا ہے؟ وہ اڈا پلا سے پوچھ رہی تھی۔ روز“ آسکر اور ماریا کے ساتھ کچھ جھگڑا نظر انداز کیے جانے والی بات نہیں تھی۔

روزانہ آٹھ گھنٹوں پر جتنی اور وہ آسکر کے ساتھ کوئی ایک ایسے ساڑھن کوئی دہائی کی جوانی نے آج سے پہلے نہیں تھا۔ کچھ دور تک وہ اسے سنا سے لطف اندوز ہوئی رہی پھر آسکر نے غیر محسوس انداز سے اس کی آنکھوں پر پتے چٹائی اور دواؤں پر غور ہو گئی۔

”ماریا۔ تم۔ یہ سب۔ یہ۔ اوہ میرے خدا۔ کیا یہ کوئی چاند ہے۔ کیا میں خواب دیکھ رہی ہوں۔“

ہوئی۔

کچھ روز دم بخود کھڑے رہنے کے بعد وہ ماریا کے ساتھ اس کے چٹاؤں کے دائرے میں کھڑی ہوئی اور خوشی سے ہاتھ دھوئی۔ روزانہ کچھ ایسے مل قریب انداز سے خوش ہو رہی تھی کہ ماریا کو ایسے نکلنے کا تھاکہ پورے کو بجا کر اس نے حقیقی خوشی حاصل کر لی۔ پھر جب دواؤں محبت سے ماریا سے لپٹ گئی تو وہ بھی ہنسی ہوئی اور دواؤں سے لپٹ گئی۔ دونوں کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

کچھ روز چھپ کر کھڑی جوڑفین اور اڈا پلا کے لیے اس منظر کی یاد ملنا تھا۔ دواؤں مشکل ہو رہا تھا۔ انہیں اپنی آنکھوں پر چٹیں نہیں آ رہا تھا۔ دونوں نے آٹھ کرایک دوسرے کو دھکا اور ان کی سمجھ میں نہیں کیا کہ اس بارے میں کیا کہیں۔

کچھ دنوں تک وہ شریک نہیں کاٹھا کر رہیں۔ آگے دن وہ سرگوشیوں میں باتیں کرتی رہیں۔ دواؤں سے سب کچھ اڈا پلا کا مشکل نہیں تھا۔ روزانہ صرف چھ منٹ کی بھی اور اپنی کمرے سے زیادہ محسوس کئے۔ وقت ہی تھی۔ اس نے بہت آرام سے جوڑفین کو سب بتایا اور پھر کچھ دن ایک ہی بات کسی اور کو معلوم نہیں ہوئی۔

”یہ بات کسی اور کو ہرگز معلوم نہیں ہوئی روزانہ“ دونوں پر ہیں۔ پھر ایک رات جب دوا اور آسکر پورے سے لطف اندوز ہو رہے تھے تو دواؤں میں ان کے سر پہنچ گئیں۔ ماریا بری طرح سے کھرا گئی اور اس نے خائفہ نظروں سے آسکر کو دیکھا کہ تم نے سب کو بتایا۔

”میں نے تمہیں اور دواؤں کو یوں رات کو اس طرف اتارے دیکھا تو تمہارے پیچھے آگئی۔“ جوڑفین نے وضاحت دی۔ ماریا نے جو خاموش کھڑی ایسے ہیروں کو دیکھ رہی تھی۔ انہیں کچھ جاری ہوا۔ ”کہہ کر تیزی سے وہاں سے دور ہو جانا چاہا۔“

http://primenovels.blogspot.com/

”ماریا۔ رک۔ کیا تمہیں مارا اتنا برا لگا۔“ جوڑفین نے جلدی سے مارا کے قریب جانے ہوئے کو روک دیا۔

”ماریا کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں تو یہ بھی نہیں آتا تھا کہ اسے پورے کو آخر اتنا برا لگا۔ کیوں نہ ہو۔ وہ خواس کا کچھ نہیں سمجھتی۔ وہ خود بخود جانتی تھی کہ ماریا دوا پورے سے حاصل ہونے والی خوشی حاصل کر لے۔“

”تم جیروں کی شخصیت کی بالک ہو ماریا۔ تم نے مجھے بہت کرایا۔“ جوڑفین کے اس جملے نے ماریا کو مڑنے پر مجبور کر دیا اور وہ اپنی ساری سالوں اور مصروفیت سمیت جوڑفین کے آگے پیش قدمی لے کر گئی۔

ان کا دل افرا لڑکی کا شکار رہا۔ انہیں دیکھ کے طبل ہونے کی اطلاع ملی تو وہ سب فوراً کھڑکیوں پر چلے گئے۔ کچھ ایسے تھے اور ماریا ایسے اپنے کمرے کے تار ہوئے۔ ان کی بہن کو چھوٹی کے آخری کنارے تک رخصت کرنے کی کوشش پر پڑا تھا۔

پھر وہ آسکر کے کمرے سے کھڑکی پر بیٹھ گیا تھا۔ میں نے کچھ دیکھا۔ لڑکیاؤں کا کرایا۔ ”توڑنا نہیں دواؤں سے کاٹھا رہا۔“

ماریا کچھ ہاتھ پائی ہو ایں اڑنے کے دوران اس کی آنکھوں کے چٹو روٹھ ہوئے۔ کھڑکی کے کھلم کو ہٹا کر اس نے کھجلی کی طرف مولنا اور اس کی فراکی جب میں رکھا پورے خوردخو ہوئے لگا۔

آسکر کو آخر کار یہ معلوم ہوئی کہ کمرے پر وہ کس کے اس قدر محبت کرتے ہیں۔ ان کی جتنی دوا مل رہی تھی۔ وہ آسکر کو اپنے کمرے کے قریب بیٹھنے کے لیے کہتے اور اس سے بے معنی باتیں کرتے رہتے۔ آسکر نے دواؤں کو گن جانے کی کوشش کرنی چاہی۔ تو وہ نہ دے۔

”اس سناؤ کو چھوڑو اس کی اتنی بے عزتی نہ کرو۔“

”اس کے کھٹکنا کمرے میں رہا۔“

”اس میں جی اب کوئی بات ہی نہیں گئی آسکر! تمہارے کان سرخ نہیں ہوئے اور تم جیروں کی بھی نہیں جانتی۔ تمہارا بچہ کو بھڑا نہیں چھوٹا دینے کا ارادہ بھی نہیں بنا اور کل آٹھ گھنٹے کے تم نے تصورات کی دنیا میں رہنا بھی چھوڑ دیا۔“

”کیا میں سب کر رہا ہوں؟“

”تمہارے لیے یہ سب کچھ ہے۔“

”میں نے یہ سب کچھ کیا ہے۔“

”تمہارے لیے یہ سب کچھ ہے۔“

”تمہارے لیے یہ سب کچھ ہے۔“

”تمہارے لیے یہ سب کچھ ہے۔“

”تمہارے لیے یہ سب کچھ ہے۔“

”تمہارے لیے یہ سب کچھ ہے۔“

آسکر منکر ادا۔ "میں نے ایسا بار بھی نہیں سنا اس کی بوجھیں اٹھاتی ہیں۔"

"مجھے ایسے ہی کی شکایت تو قیہ تھی آسکر۔" ان کا تہذیب سے سادہ تھا۔ "تم انہی دو خصل کو آن لائن کرنے کی دعوت کیوں نہیں دیتے۔"

آسکر نے چونک کر اس میں ہکا اور پچرا چلنے والے انداز سے کھڑا ہو گیا۔ "خیال مجھے کیوں نہیں کیا۔"

بعض معاملات میں خود سے زیادہ ظالم ہو۔

"ٹھیک کہا آپ نے۔ میں تو کھلے سے زیادہ ظالم ہوں۔"



ماریا اپنی دونوں بچاؤ سازوں کو ادا اور کیتی کے ساتھ آن لائن پر ایک نیا موضوع ڈالنے اور خاتون کے ساتھ آتی تھیں جو آن لائن پر ہی رہتی تھیں۔ ان دونوں کا کچھ عرصہ آٹھ اعلیٰ کے ساتھ آن لائن میں ہی رہنے کا ارادہ تھا۔

"کیا پورے لائی ہوئے؟" پناہ پناہ آگے کر کے اس کا ہاتھ تھام کر اسے جسم سے اترنے میں مدد دیتے ہوئے آسکر نے پوچھا۔ "کیا تمہارا دل ماریا کے جواب دینے سے پہلے اس کے ہاتھ کو دیکھنا اور پھر آسکر کو۔"

"مجھے انداز نہیں تھا کہ دوڑا لے پڑے گا۔ میں رہتی ہوگی۔" آسکر کے نام کے بجائے اسے روزانہ نام لیتا رہا۔

"آسکر نے گھر پر ایک سرسری ٹھکانہ ڈال دیا تھا۔ چاہا کہ کچھ ایسی بات کہہ دے کہ سلا سوال اس کے بارے میں کیا جائے۔"

گلوں کے معمول کے لباس کی نسبت اس نے نسبتاً جدید فیشن کی بجائے سڑک کی فرماک بینی تھی۔ اس کے ہینٹ کے کنارے کی جلا لاس کی ایک آٹھ کے کنارے کو چھپا رہی تھی۔ ٹھکانے والے ہاتھ کے کچھ کنڈل اس کی پینٹ کی اور کان کی بالوں کے آسکر

موجود تھے۔

جس وقت ماریا آسکر کے ساتھ بیوی پر ہونے والی جڑی بھر کے اندر داخل ہو رہی تھی اس وقت نے ماریا کے اثرات کو خوف سے پایا۔ وہ ماریا اور ایک کے بعد ایک قدم قدم کی کھانسی سے ڈرتے جہاں سے باغ کا منظر دکھائی دیتا تھا ایک سے دوسرے کے جسم کی اور اس نے ریلواری میں کئی تقریریں پڑھیں اور فائوس کو دیکھا۔ وہ یہ سب کچھ کی کھانسی کے اس طرف دھکیل دینے والے اس کے لیے سناٹے بننے مگر اسے چرسہ کی چنگ ایک دھوا ہونے لگی تھی۔ کیا کھانسی آرائش پر بد وقت تھی اور کبھی بھی ملے جاتے وہ آسکر سے دو قدم پیچھے رہ گئی اور آسکر کو اسے دیکھنا پڑا۔

"کیا ہوا ماریا۔ کیا تجس میرا گھر بند نہیں کیا۔"

ماریا خبر کرنا نہیں دے سکتی کہ اس کی اور دونوں سے ملنے کے لیے آگے بڑھی جو بال کی میز بھول سے اتر کر اس کی طرف آ رہی تھی۔

"ہوئی تھیں۔" کتنا اچھا تھا جس میں ہلکے کچھ کر کے جوڑ میں آ رہی تھی۔ پناہ لے گئی اور اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کے دونوں گلوں کو اپنے گلوں سے مل کر کھینک کے سامنے نکلی تھی۔

"میں نے اپنی طاقت میں جو کئی طاقتوں کی بے تکلفی سے بھی کسی آسکر کی کھانسی مارا ہے اس کی کچھ کچھ کے بارے میں پوچھتے رہے اور پھر انہوں نے سرکاری میں پوچھا۔

"جہاں جہاں تمہارا ساز جھونکوں کو سمجھ لاتا ہے یا تمہاری دعا؟"

ماریا نے دیکھی۔ "بھروسے ساز میں میری دعا۔"

"تمہاری دعا۔" جن دنات سے زیادہ مجھے جرات پلندہ ہے۔

"ہزرت مند ہونے کے لیے کبھی بھی خود غرض بھی ہونا پڑا ہے۔" ایسی خلی جو خالی و مشک رکنے

http://primenovels.blogspot.com/

میں کاہن کی مجھے پورے کو چھپا کر رکھنا پڑا ہے اور مجھے منظور ہے۔"

"مگر یہ ساز کسی مو کے پاس ہوا تو وہ اس وقت تک دنیا کا بہترین چکا ہو نہ مجھے اللہ سے کہ جس کے ساز کے لیے جلاو کا کھانا استعمال کیا گیا۔"

"کیا یہی وجہ ہے کہ اللہ کی لہاں اور دلو ضروری ہے؟ کیا یہی ہونا ہے کہ میں نے دنیا آپ کو تسلیم کرنے کی کیا تمہیں گلوں اور باہوں میں یہ سب کچھ دیتے ہیں۔ میں اپنے بھائیوں کی نگاہوں کی گتھی کسی اور کی ضرورت ہے؟"

مشہور ایک کے جواب سے بہت خوش ہوئے۔

"یہاں سے کیا باتیں کر رہے تھے ماریا۔" شرم کو آسکر نے اس کے کراٹے لٹکے۔

"میں ضروری ہے کہ میں اس کی باتیں پوچھوں؟"

ماریا باغ کے کوارے کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی۔

"میں نے تھک پوچھا تھا کیا تمہارے لائی ہوئے؟"

"میں اسے کبھی جدا نہیں کر سکتی۔" اس نے اپنی پوشیدہ تھک پوچھنا۔

"مجھے معلوم تھا کہ تم میرے لیے پورے ضرور لائی۔"

"کلک کلک لے جھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں اسے ہرگز نہیں بھلاؤں گی۔"

"کلک کلک دوسرے گلوں میں بھی بھولنے سے منع کیا تھا میں تمہاری کسم۔"

"سب انہوں نے منع کیا تھا اب وعدہ کیا ہے۔"

"جیسے یہ گلوں سے کہ سب تمہیں جلاو کرنی کہیں کے شہر کے لوگ بھولیں ہیں۔"

"ماریا کو برا لگا۔"

"تھوڑا سا سی سی کچھ فقی تو ہے۔ گلوں کے گلوں کی زندگی میں مقامی رقص کے علاوہ ہی کیا وہ شہر کے گلوں کی طرح گلوں اور گلوں پر جاتے ہیں۔ یہ گلوں کو دلو اور دلو میں سنتے ان کی زندگی جلاو ہیں جو بہت سست آگے بڑھتے

ہیں۔"

ماریا کو یہ سن کر بہت غصہ آیا۔ "مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم شہر اور گلوں کے گلوں میں فرق تلاش کرتے رہتے ہو۔ پھر تو میں بھی گلوں ہوں۔ میری زندگی بھی مقامی رقص اور گلوں کی گتھی ہے۔ شادی اور معاشرتی معاملات کے لیے ہمارے لیے بے کار ہیں۔ یہ ہم اہم اہم لائے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ میں ایک ساز سننے کے لیے گلوں کے گلوں کی ہے۔"

"میں نے حقیقت بیان کی ہے۔"

"حقیقت ہے کہ گلوں کے لیے پورے کسی قلم سے بڑھ کر میں ہو گا وہ اس سے محفوظ ہوں گے۔ گلوں میں پورے جلیب کرتا ساز ہے۔ آسکر۔"

جہاں جہاں میرے لیے صرف ایک ساز میں ہے۔"

ماریا کے لیے آسکر کو غصہ دلا۔ وہ ماریا سے اس انداز میں اس کی توقع میں رکھا تھا۔ "میرا خیال قلم ہے۔ اسے دوست کی فراش کو بہت ہوگی۔"

ماریا نے باغ میں چل کر قلم کی اور کھل۔

"میرا بھی خیال قلم ہے۔ دوست کو عزت۔"

"وہ۔"

وہیں کھڑا رہا اور وہ تیزی سے آگے چلی گئی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ چاروں کسم بھی شہر کو واپس چلی گئی۔

آسکر کو توقع میں تھی کہ اسے اپنے انتظار کے بعد ہونے والی ملاقات کے لیے تمہیں کی اسے ایک تھوڑی سی امید تھی۔ اس کی اس کی وہ یہ جان کیا تھا کہ اسے اسے خود بھی غصے میں تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ماریا نے بھولنا دے کا مقرر کیا ہے۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ ہو جاتی ہے۔ وہ ایک لمحے میں اپنی بن جاتی ہے۔ آسکر کو ماریا کے اس انداز سے دھک پڑنا تھا۔ اسے غصے میں باہیں بن جانے والے گلوں سے بڑھ کر وہ اس سے پوچھا کہ کیا ماریا کی بات پر ناراض ہو کر بھی اسے لو اس کے کندھے پر چکا ہے۔

"میں نہیں جانتا اور نہ مجھے پڑا ہے۔"

اس فخریہ اور انداز نے جو زمین کو مسکرانے پر مجبور کر دیا۔ اگلے دن صبح جب آسکر کھڑے پاؤں قہقہہ اس کی ڈانڈی دیتے ہیں کیا اب ہوئی ہے۔ ایک بری عادت تھی، کلین جو زمین اس عادت کا شکار تھی۔ وہ روز اور آسکر کو لڑکی ڈانڈیاں بڑھ لیا کرتی تھی۔ یہ حرکت وہ اس متعدد کے تحت لیا کرتی تھی کہ میں اس کے چھوٹے سن بھائی کی شکل کا شکار تو نہیں یا کسی نفسیاتی تکلیف سے تو نہیں گڑ رہا۔ یہ سب حال ایسے فلسفوں سے تسلی دے کر جو زمین خود کو مطمئن کر لیا کرتی تھی۔

”جیسے ماریا کے دوسرے سے تکلیف پہنچی۔ اسے ایسا کیوں لگا کہ میں اسے کنوارا سمجھ کر اس کا لیاق اڑا رہا ہوں؟ اس کا کہنا ہے کہ وہ پورے میں بھانجا جاتی کیونکہ انکل و سس کے بیٹے کیا ہے، لیکن شاید اسے اب مجھ پر یقین نہیں رہا۔ وہ مجھ پر اچھوٹا نہیں کرتی۔ اسے لگتا ہے کہ میں اس کا راز کھول دوں گا۔ وہ اپنے فن کو راز میں کیوں رکھنا چاہتی ہے۔ پورے جیسی جادو کر لیا چھوڑ کر کوٹھے والی ہے اس کا کہنا ہے کہ پورے انداز ہے صرف ایک کشاں ہے۔ وہ اپنے پورے اور چھوٹوں کے لیے اپنی حساس ہے اور میرے لیے۔“

انکلیاں بڑھ کر جو زمین سے ڈانڈی بند کر دی اور اڑا لیا۔ سنے چلی گئی۔ وہ تک جو زمین اور اڑا لیا۔ باتیں کرتی رہیں اور پھر سنے کی قریب پر لڑکی باتیں سنے تیار آ کر اٹھ کر لیا۔

انوار کو دہری تھی کہ ماریا بات چیت چپ چپ سی ہے اس نے یہ بھی نوٹ کیا کہ ماریا کچھ زیادہ ہی آئینے کے سامنے آکر اپنا جائزہ لے رہی ہے۔ ”ماریا“ میں نے نہیں سمجھی اپنی ہی تک آئینہ دیکھتے ہوئے نہیں بلکہ۔ تم آج خوش کیا خود بخود سنے کی کوشش کر رہی ہو؟

ماریا نے ایک گمراہ سا لڑکی اور اپنی طرف رخ

موڑ کر کھڑی ہو گئی۔ ”کیا میں دیکھنے میں تمہارا ہوں؟“

انوار کے لیے یہ سوال اور ایسے انداز میں اس کا پتلا یقین تھا اس نے ماریا کو بھی کسی بھی طرح غماز نہ کیا تھا میں جتنا نہیں دیکھا تھا۔ وہ بھی مجھے طرح کے احساس کبھی کا شکار نہیں ہوئی خوش یا شہ پر لڑکی تھی سوائے پورے کے اسے بات کی فکر نہیں ہوئی کسی ماریا کی باتیں نہ سنا کر چھوڑا تھا اور دوسری شادی کر لی تھی۔ وہ اس کے کھڑے ہو کر تو بھی ماریا کو لڑکی دیکھتا تھا۔ اسے شگہ نہیں تھا میں اس کے خطوط بھی بھجوا رہا تھا۔ مجھے اور وہ کسی پر خوش رہتی تھی۔ وہ اپنی زندگی میں چیز سے مطمئن تھی۔

”ماریا نے سوال کیا کہ کیا ماریا؟“

”تمہارے جسے پر ہی دیکھ اگر گڑ رہے۔“

اپنی لہو مارا۔ سنی شائستہ ہیں۔ ان کا لباس اس وقت اور خفاستہ ہیں کے زور سے یہ سب بہ مختلف ہیں ایوان آسکر کی باتیں کس جو زمین اور بھی۔

”ماریا تم خود کو مارا کرتی ہو کہ گاؤں کی زندگی اور زندگی میں کسی ہم آہنگ ہونے کی کوشش کر رہی ہو؟“

چرخ کی دہری جاتا ہے اب حسیں یہ فرق برائیں رہا ہے۔

ماریا نے ہونٹ مسکرتے اور خاموش ہو گئی۔ آج کے سامنے سے ہٹ کر کھڑکی کے سامنے کر کے بیٹھ گئی۔ ”ہاں میں جویش رہتا ہے یہ فرق نہیں لے سکتا۔“

انوار کو دہری تھی کہ جب سے وہ آسکر کے گھر سے آئی ہے تبھی کسی بھی ہے۔ ”میں حسیں آسکر کے جان رکھا نہیں لگا لگا بات ہوئی تھی وہاں؟“

”میں شہر کو ایک کا گھر بہت عالی شان ہے۔ مجھے ان کے پورے خوف زدہ کر دیا۔“

انوار چلتی ہوئی ماریا کے پاس آئی اور اس کے گلے کو محبت سے چھوا۔ ”تم سب وجہ پریشان ہو۔ کیا مسٹر

http://primenovels.blogspot.com/

بہرے نہ کہو کیا؟

”یہ چاہتا تھا میں پورے جانتا تھا۔ انکل و سس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ آسکر کو پورا لگا کر مارا لگا۔“

انوار نے ہندوئی سے ماریا کو دیکھا۔ ”کیا تمہارا کس جانتی ماریا۔ تم جانتی ہو کہ وہ جانتے ہیں کہ تم پورے کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ انوار نے حسیں کے سامنے سے غصہ کیا پھر بھی تم چپ چپ کر جاتی رہی۔ حسیں کی لٹا ہے کیا میں معلوم نہیں کہ تم چپ کر جاتی ہو۔ تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں کسی کی کہ تم اسے بجائے میں اسے چپ کر کہ وہ ابھی طرح سے جانتے ہیں کہ تم اسے بجائے بغیر نہیں رہو گے۔“

ماریا چل پڑے والے انداز سے کری سے کھڑی ہوئی۔ اس کا چھوٹا اٹھ۔ ”یہ تو میں نے سوچا تھا میں تھا۔“

”کیا آسکر آ رہے تھے جب وعدہ کے لیے تمہارا ہاتھ اڑچھا تھا میں نے دیکھا تھا۔“

”جی نہیں۔“ ماریا کا چہرہ اور کھرا تھا۔

”تمہارے اس کے تمہارے کھڑے ہو جتوں سے بھر دیا۔“

”وہ حسیں آسکر کے گھر میں اسے چھوٹا تھا۔“

”میں آسکر کو دیکھ رہی تھی۔“

انوار کے دہری۔

”آسکر کسی مجھڑے کی طرح ہے۔ وہ حسیں سنے انداز سے بدل رہا ہے۔“

”مجھڑے تو سنے لے ہو جاتا تھا۔ جب پورے سے میں نے چھوڑا میں کو نکالا تھا۔“

”آسکر نے دو تین دن خود کو معصوم رکھنا چاہا۔“

اس نے ہونٹوں کے ساتھ رات کو سمجھ کر باریج چھلکا۔

”میں ان کے شکار کے لیے گیا تھا پھر بھی اسے یہ خیال نہ آیا کہ ماریا نے اس کے ساتھ اچھے رویے کا اظہار نہیں کیا۔ یہ بات اسے تکلیف دیتی رہی کہ ماریا گاؤں سے شہر نکلتی ہے اور اب تک وہ صرف ایک بار سے

”میں۔“

”میں سوچتا ہے۔“ انوار نے جاکتی ہو۔ ”کیا کبھی خیال اس کے دل میں آیا کہ وہ فوراً میرا سنی کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا جتنا ماریا کو انوار کی سنی کے ساتھ قیام پذیر تھی۔ وہ سنے سے اسے معلوم ہوا کہ پاچوں خواہیں خریداری کے لیے گئی ہیں۔“

”خبردار۔“ کیا یہ بھی کوئی کام ہے کرنے لائی۔ ماریا کو ایسے غیر ضروری کام نہیں کرنے چاہئیں۔

”باردار کی دوش پر چلے گاؤں کے اندر جھانکتے ہیں۔“

”کیا بے چارے سنی نمایاں تھی کہ بہت سی خواہیں اسے اچھے سے دیکھ کر ناک بھوں چھاری تھیں۔“

خوشبویت کی کوکل میں اسے لٹکھایا۔ ماریا کی ایک لٹ نظر پڑی اور وہ حسیں سے لٹکھائی۔ حسیں نے رک گیا۔ ماریا کی اس کی طرف پشت کی۔ وہ خوشبو کی پوٹ کو ناک تک لے جا کر بارہ تو کھ رہی تھی۔ پھر اس نے ایک تھکا تھکا اپنی آغوش کی پشت پر رکھا اور جس وقت اپنی پٹلی کو ناک سے لگاتے وہ خوش حسیں انداز سے ذرا سا اپنی ٹیک کی آغوش میں اس کی نظر آسکر سے لٹکھائی۔ خوشبو کی دھندلے ہوئی۔ وہ حسیں کی گئی پھر سنے سے ہاتھ پھیل گیا۔

”میں ان کے ہونٹوں پر زامی ہے اس کی آنکھیں دہری ہو رہی تھیں۔ کل چھوٹے چھوٹے اور ہونٹ لگے ہوئے تھے۔ ہونٹ وہ دن کے اندر آ گیا اس کے قدموں کی چاب اپنی پشت پر محسوس کر کے وہ دوکل وار کو چھوٹ کر گئے تھے۔“

”مجھے کسی بھی خوشبو سے متاثر نہیں کیا۔ دہری اصل مجھے شہر کی کسی بھی چیز سے متاثر نہیں کیا۔ شاید میں گنوار ہوں اس لیے کیا ہم جیسے گاؤں کے کنواروں کے لیے کوئی ایسی خوشبو ہے جسے لگاتے سے شہروں کے لال بیگ ہم سے دور رہیں۔“

لال بیگ سے ساتھ کھڑا رہا۔ چاروں دہری خواہیں اس سے آگے بڑھ کر گئیں۔ جبکہ ماریا دستور اس سے انچل کر نکلتی رہی۔

”لیکن ازادیا زیاد اچھی ہے۔“ اس نے زہر شدہ کہا۔

”جی ہاں، شے بہت آگے تک کا سوچنا ہے آسکر۔“

ازادیا کا تعلق ایک اونچے خاندان سے ہے۔ تم جانتے ہو کہ شہنشاہ خاندان سے بھی ان کے تعلقات ہیں۔“

آسکر کی نظروں میں جوزفین کے لئے آفسیس برصا جا رہا تھا۔ ”تم نے ماریہ کو جوزفین کی جگہ روک کر رکھا نہیں سوجھا؟“

”ماریہ جوزفین کی جگہ لے لی نہیں سکتی تھی آسکر۔ وہ ایک گنوار لڑکی ہے۔ کیا تم جوزفین اور ماریہ میں فرق محسوس نہیں کرتے؟“

آسکر استغناء سے ہنس دیا۔ ”کیا یہ بات وہی جوزفین کہہ رہی ہے جو رات کو سونے سے پہلے ہاتھ پاتھ کر دھا گیا کرتی تھی؟“

جوزفین نے ہاتھ پر لہجہ کر آسکر کو دیکھا۔

”وہ دھا کیا کرتی تھی کہ دنیا میں سب انسان ایک جیسے کپڑے پہنیں، ایک جیسا کھانا کھائیں، ایک جیسے گھر میں رہیں، اپنی کرسمس منیں کریں۔“

جوزفین آسکر سے رخ پھیر کر کھڑی ہو گئی۔ ”وہ سب باتیں فائن ہیں۔“

”لیکن ماریہ منظم ہے۔ اچھے گھر کی بیوہ کہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ان کے ملازموں کے کپڑے سستے اور بد رنگ تھے۔ مزارک کہتے ہیں کہ وہ اپنے ملازمین کو وہ کھانا نہیں دیتی تھیں جو وہ خود کھاتی تھیں۔ وہ وہ سب کچھ میں پرانی سے سرفیس لے لیے جایا کرتی تھی تاکہ دیکھ سکے کہ اس گھر کے ملازم کس حال میں ہیں۔ ایک بار وہ مل سے نکل کر گئے گھر کی بیوہ کہ وہ اس کے برائے کپڑے ملازم کی بیٹی کو دے رہی تھیں جو جوزفین کے ساتھ کھانا کرتی تھی۔“

جوزفین کا گناہ تھا کہ اس کی دوست کو اس کی باتیں نہیں دی جاسکتی یا اسے انہیں اس لئے کر دیا جاسکتا تھا کہ وہ دیا جاسکتا ہے اس کی بے عزتی کے مترادف ہو گا۔

جوزفین نے کرسی کی پشت میں اپنی انگلیاں کاڑھیں۔

http://primenovels.blogspot.com/

اب ہر دن خوبصورت

مکمل تحفظ
مکمل تازگی



GIRL
TALK

ہاتھ میں ہوگا۔ لیکن اس سے اپنی ناراضی ختم کر چکے تھے۔ انہوں نے اسے معاف کر دیا ہے۔

استے تھے عرصے بعد مارے مکرانے لگی تھی۔ اس نے اپنے دل کے خوشی سے ہاتھ دھو کھالو کچھ دیر بعد دو بجے کو مارتے لگے کہ لوہر اور کھجور سے جگنو مارتے لگے اور پھولوں اور پھولوں کے جھنڈ کی طرف تیزی سے بڑھنے لگے۔ مارے پھولوں سے نکل کر سامنے کھڑی ہو گئی۔ ایک جگنو جھنڈ ہوا اس کے قریب آیا اور اس کے سر کے گرد مڑلائے گا۔ خوشی سے مارے نے سر کو اٹھا کر کہا۔

اور جیسے کہ وہ بات کی خوشبو پاکہ وہ مخالف سمت
میں اڑا اور تیزی سے ان چٹخوروں کے درمیان چکر
کھانے لگا تو اس کے وارزے میں حصے بھوں کی بات
تھی کہ ان کو مل گیا تھا کہ جس نے اس نے اعلان
کر دیا کہ یہاں وہ ہے جس سے ایک محبت کے لیے
نہاری نسبت چلائی ہے۔ کسی نے بھی جھگڑے خوف
میں نہیں کیا تھا۔ وہ اس کے گھر سے خوف زدہ ہو گئی۔
کسی نے اسے دیکھا نہ سنا کہ وہ کب سے پانا پانی
نہاری کے لیے تیار کیا۔ دوست کسی اس نے

افرنی جاوے پر اثر تھا تو جگنوؤں کو اس تک لے آیا
 تھا۔ ایک گا جاوے اس سے بھی زیادہ زور آوریا وہ
 ہمارے جگنو اس سے دور لے کیا انسان اپنی نسل
 سے وفا بھگائے نہ بھگائے، جگنو دنیا ضرور بھگائے وہ
 اپنی نسل کے دوست کو بھی یاد رکھتا ہے اور دشمن کو
 بھگتا۔

ماری نے کہ کون انصاف کرو دینے والے اندازے
 روپ رکھنا۔ اس کا دل بچت جانے کے قریب ہو گیا۔
 روٹنے کی دھم کو اس نے منہ سے پھینکی۔ بونا چاہا
 لیکن کوئی ایک لمحہ بھی رد عمل نہیں کیا۔ لاسٹ۔ ماری
 نے لپک کر چہرہ بکھوڑا۔ ایک گھبراہٹ بکھڑا چلا گیا۔
 اس نے اپنی تیزی سے دور ہونے کا دھم بخوڑا۔
 حقیقت واضح ہوئی۔ اب پورے بیج کا تو بھی بکھو
 میں آس گئے۔

”تم جانتی ہو ماریہ، جگنو تمہارے پاس کیوں آئے

”کیوں اٹک لوں؟“
 ”بورشے یا اس کی دھن پر نہیں آتے۔“
 ”میرے دل کی توانہ تمہاری عبت میں آتے۔“
 ”جو انی نور تو ہے کہ وہ تمہاری طرف سے
 پلے آتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ تمہارے علاوہ کوئی
 رورشہ بنائے جو تم کو اس کیس میں بھی آجی۔ اگر
 چاہتی ہو کہ جگنو بیٹہ تمہارے پاس اپنے ہی آئیں
 اور اسے عبت لے کر تمہارے پاس آجی۔“

”میری محبت میں بھی کی نہیں آئے کی انکل۔“
 ”میری محبت میں کی بھی آئی اور کوٹ بھی۔“
 ”کی کی دوست میں۔“ درختوں میں جیسے کھڑے تھے۔
 ”تو کو کھان پر کر جائے وہ۔ اس نے ہاتھ اپنی
 گھول پر رکھے اور پھوٹ کر رونے لگی۔
 ”سے اپنی ساری دھنیں فرومائیں۔ سب بچوں
 ”ارے۔ پورے بچے کے لیے کھول۔“

تھا۔ یونکہ وہاریہ کے بغیر نہیں رہتا چاہتا تھا۔ اور ہاریہ اپنے جگنوؤں کے بغیر نہیں رہے گی۔

[illegible]

ایک کراچی چمپ۔
 "میں نے جوانی بتم سے۔ یہاں اوجھڑا تو ہے اس
 کھڑکی کی جان چھوڑ دے۔" اس نے جیسے بھڑک کر کہا
 رہی ہے۔ "تو اس بھڑک کر کہا گیا کہ"
 خوشی سے اس نے کہا کہ وہاں ہونے لگا اور وہ چمپ کر
 یہاں کے دریاں چمپ کر رہا ہو گیا۔

بڑے ہونے لگے "بہر مافی طاقت نہیں دل کی طاقت اور الورند رکاز۔"

ہاں سب کے سب جہل و دہشت کے زفا غلام
 کے لئے بنے اور ہر زمانہ کو اپنے "سندوں" کے ہم
 فرمے "جاہل" تھے ساری جگہ پر نہایت
 میں سے جمے میں اور سب کے لئے
 میں اور سب کے لئے
 رات گزرنے کی پوری تیار رہا۔
 اور جب یہ پوری گھر جہان سے اپنا خوب چھایا تو
 تو یہی باتھ نکال جائے کے لئے اچھے پورے

۲۔ سرائے میں آہستہ آہستہ جمع کروا کر باوجودوں کے ساتھ چھوڑ دیں، مگر جب تک کہ پھر جہاز کا عملہ۔
 دہش کے ساتھ ساتھ میزبے کے پاس سے نکلیں
 فی انش اور طریقہ کیلئے اس کی طرف سربراہ راست
 دوئی گئی تھی۔
 سرائے کی روانت پور دہش کے پاس " ایک جہاز
 دہش کے پاس گیا۔
 سرائے کے پاس گیا۔
 سرائے کے پاس گیا۔

”خدا کی مہربانی کا شکار ہوں لوگوں کی سبکدوشی سے ملتا ہوں۔ خاص کر اگر کوئی دوسرے جانے ہوئے۔ آج سنا رہا ہوں میں ان اشاروں کے لیے پورے بھجنا رہا ہوں۔ مجھے اگلے اشاروں کا انتظار ہے۔“

تھمارا جہل چاہے گا تم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں بھی چلی جاؤ گی۔ تم میری صحت سے بھی سے زیادہ پیو دوست ہو۔“

”شب میں کب غل غل میں جاؤں گی مل گئی۔“
”شب تو نہیں میرے ساتھ چر دھوت میں جانا ہو گا۔ نہیں کیا لگتا ہے کہ ایسے کھڑے تھمارے شادی ہو جائے۔“

”دشانی۔“ اس نے فریاد کو ہماری۔
”دور دست دور ایک بجھل رہ گیا ہے جہاں گھوڑے پر سوار کوئی جنگل کو اس کے جاوے سے آزاد کو اپنے آیا تھا۔“

”ماریہ اپنی تہن رہی وہیں کیا کہ رہی ہوں؟“
”اب تو نہیں اس میں وہی گروں کی بے رحمی ہے جس جانے کے لیے کیا تیار رہی کہ ہوں؟ یہ تیار ہو۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“
”ماریہ نے فریاد کو ہماری۔“

تھی۔
"دوستی کے لئے ذرا دل میں دیا میں پھر بھی کتنا
اندھ چلا ہے۔" وہ ہنسی میں ہنسا رہی تھی۔
"دوستی کے لئے ذرا دل میں کس کی ایک پر نظر
رکھنا مشکل ہے۔" انھیں ہنسی کے پورے بھلے
آکر لئے سوچا۔ وہ جب اپنی شادی کو دس برس میں
لا، "دوستی کے تھکن کو اپنی طرف آنے دیکھا تھا۔
اس چیز کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ پورے نام
ہو سکتا ہے۔ بھلا جانے عجب کبھی نام ہو سکتی
ہے۔ ایسی عبت جو دس کی عمر سے شادی تک
دھن میں داخلے اور پورے سے نکل کر وہ شادی کے
قائم آئے کر لے کر ایسی عبت نام ہو سکتی ہے تو
پھر دنیا میں کس کوئی عبت نہیں۔ کس کوئی دھن
نہیں۔ کس کوئی پورے نہیں۔ اور کوئی آسرا دینے
نہیں۔

اس رات مارے نے اپنے پھونسے بن بھائیوں کو
ایک ایسی لڑکی کی کہانی سنائی جو دوستی کے سنگ دھن
کرتی تھی۔
"پھر ایک رات ساری دھن میں ایک بچہ تھا۔ دوستی
کو لانے والے قافلے بدل گئے اور کبھی لڑکی پھر
دھن میں کر سکتی۔
اس نے کہانی میں ختم کی۔ اس کے دھن بھائیوں
گرفتہ نظر نہ گئے تھے۔ اس بار یہ پر غصہ آیا تھا
کہ اس نے رات کے وقت انہیں اکیل دل کو دکھا
دیتے۔ وہ اپنی کہانی سنائی تھی اور پھر ان کے اصرار پر بھی
کہانی کا خاتمہ بدلنے کے لئے تیار نہیں تھی۔
"جتنی لڑکی سے ناراض ہو سکے اور وہ اس سے دور
جانے لگے۔" آسکر نے مالک مکان کے چچا کو کہانی
سناتے ہوئے کہا۔
"کیا اب وہ کبھی واپس نہیں آئیں گے؟" مالک
مکان کی بیٹی نے تعجباً "وہ دینے والے انداز سے
پوچھا۔

"جس علاقے پر محبت اپنا چراغ روشن کر چکی ہو اس
علاقے پر نفرت کا چراغ زیادہ دیر تک روشن نہیں رہ
سکتا۔ وہ واپس آئیں گے کیونکہ اگر وہ واپس نہیں
آئے تو محبت اپنا عقیدہ بدل دیں گی۔ پورے کوئی
ہوجائے گا اور بھلا ہو رہے۔"

آسکر کا قہقہہ کیسا بڑا "دورا دورا جو دھن کو غلو
لگتا تھا۔ سڑک پر ایک اس کی مستقل موٹی پر
چروٹ تھے۔ اس کا اندازہ وہ غلو میں بھی کر سکتے
تھے۔ اس پر آسکر میں دستانہ ہو رہی تھی جس میں
وہ اس قدر مستقل مزاج ہو سکتا ہے۔ پورے نے
اسے دریافت کیا۔ جس سارے بچے کی لوگ اپنے
کاٹوں میں اٹھیں ٹھوس لیتے تھے۔ تب وہ اٹھیں اٹھا
اٹھا کر اس کی طرف اشارہ کرتے تھے کہ دیکھو یہ وہ
دوڑا ہے جو پورے نے اپنے بھائی سے جیسے دھن میں اس پر ڈرا
ہوئی اور یہ ان دھنوں پر سارے کا دھن ہے اور
دھن اس کا حال ہے۔
رات کا چاند کیسے اپنے دھن میں سوئیاں ہوت
کے اس کی طرف بڑھتی ہی آتی تھی۔ رات اسے
دھن میں دھن اور دھن کی یاد آتی تھی۔ ہر رات اس
پر عذاب تھا۔ ہر رات اس کا دھن کی بڑھتی تھی
غیر افسردہ دھن میں ہوجاتی اور بدلتی بھر کے سارا نام
کھلتی۔

"جب تک یہ سارا تمہارے ساتھ ہے میں
تمہارے ساتھ ہوں مارے مجھے نہیں ہے تم نے
بجائے۔ تم اس کا حق ادا کرو گی۔"
ایک بار وہ اس کی ضرورت تھی ساراں سے اتنی
محبت کرنے کی؟ کیا پھر شخص ایسا چاہتا ہے؟ کسی
نے کسی بھلے سے خود کو زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ اپنا تھا
بھی کیا یہ بھی ضروری تھا کہ مارے اس سارا کو اپنے دل
کے لئے قویہ کر لیں کہ اس کے بغیر ایسے خوتنے
لگتی۔
اپنے گاؤں کی طرح وہ اپنے کمرے کی کھڑکی سے

http://primenovels.blogspot.com/

ٹکی اور رات کے پہلے پر وہ اس کی طرف جانے لگی
جس کے بارے میں مشہور تھا کہ اس کے ایک کمرے
کی بالکنی سے ہر رات پورے کی آواز آئے لگتی ہے
جیسے رات دن کے پہلو سے لگتی ہے۔

وہ کہہ سکتا تھا کہ میرا رات دن کی قافلہ تھا پھر
بھی وہ کہہ سکتا تھا کہ وہ دور دورے کی لوت میں کن
کہا ہو کر پورے نے نہ رہا ہے کوئی اپنے جسم سے کسی
ایک حصے کے بغیر یہ نہ رہا ہے۔ اگر وہ سب سے بچر
وہ کھینچ لائے میں ہی رہ سکتا ہے۔

دھن کی لوت سے وہ لوتیں پر بیٹھتی تھی کی اور پھر
پورے کی دھن سے تیار کی کہ اپنی لوت پر اندر سمیٹ
لیا۔ وہ پورے کے لئے وہی تھی کہ وہاں تھا لیکن
اسے یہ گمان بھی ہوا کہ کچھ آسواں کے لئے بھی
بائے جارہے ہوں گے۔

مارے کے ہاتھ میں ایک سارا تھا اس سارا کا ایک
کمال تھا وہ مکمل ختم ہو کر تھوڑے سارا بنا رہا تھا۔
آسکر دیکھ رہا تھا کہ وہ بھی دھن میں پورے پر خوش
باش رہنے والی لڑکی اب وہی ہے۔ کبھی ان کی بھی
اپنے گاؤں میں گاؤں کے جنگل میں جنگل کے
دھن میں اور ان کی دھن میں۔ وہ اپنی فرار کے
کوئے اٹھا اور ان پر دھن میں سے چل کر مارا کیا
کرتی تھی اور اسب؟ دھن سے وہ نہ اٹھا جاری
تھی۔

نئے دھن سے ڈر نہیں لگتا تھا وہ آسکر کو کوئے
کے کورے ڈر تھی۔ اندھیرے میں مارے کو دور چاہت
دیکھ رہا تھا۔ اس رات پورے نے ایک کمرے کے کچے بھی
نہیں رہا اور مکان مالک کو اگلے دن پر اعتراف کر دیا۔
"تمہاری دھن میں میری سماعت کے اندھ میں ہیں
دھن سے مجھے چھوٹی کی طرح کوئی دھن سے مجھے
دقت دھن میں آیا اور اطمینان میں ملا۔"

شیریں گھومتے نمٹے لوگوں سے اس کی جان
بچاؤ ہو چکی تھی۔ سب اسے پورے کے نام سے

جانے تو ریکارڈ تھے۔ آسکر نام سے کسی لوگ
مقابلہ کر سکتے تھے۔ جب اسے پورے کے کمرے کا ریکارڈ
تو وہ مسکرایا۔ وہ خوش ہوا تھا۔ سرخشاں بھی کبھی وہ
بازار میں گھبرا کر بھی پورے سے بھاگتا تھا۔
"تم ہو پورے؟" یہ سفید داڑھی والا ایک
بوڑھا اس کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔

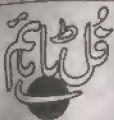
"آسکر مسکرایا۔ بھر ملایا "جی"
"میں سمجھا تھا پورے صرف ایک انسان ہے لیکن
یہ تو سارا اور انسان دونوں ہیں۔ تمہاری دھن انہیں ہے
لیکن تمہاری دھن میں ہے۔ تم اسے اتھا کر رہے ہو،
تم کی کیا کار ہے پورے؟"

پورے "آسکر کے ہاتھ میں کپ کر رہ گیا۔ آج
تک کسی نے اسے سب نہیں کھا تھا۔
"یہ مارے کا سارا ہے۔ وہ اسے جاکر چٹکا اٹھنے کا
کرتی تھی۔ میں اسی دھن کو پہلے کی کو خوش کر رہا
ہوں۔"

"جب مارے پورے سے بھائی ہو گی تو وہ اچھا نہیں
بھائی ہو گی۔؟" آسکر نے انہیں اس کی چاہیے۔
"اچھا کا پھر خود اہتمام کرو۔"
"کیسے؟"

"وہ نہیں جانتا۔ شاید تم خود معلوم کر سکتے۔"
کہہ کر مسکرایا اور چلا گیا۔
اس رات پورے میں بہت آسکر پورے کو بات
میں لے چھا رہا اور سوچتا رہا۔ سوچتا رہا۔ پورے
اس سے آگے رات جا۔

یہ اس رات کا قہقہہ ہے جس رات کے بعد آسکر
بہت سحر سے غائب ہو گیا۔
دن میں اسے اپنا کاٹا ملا تھا۔ "لوت کو آسکر"
تمہاری یاد مجھے جانے لگی ہے۔ میں تمہاری عبت کا
پورے سے بجا ہوں یا میری کوئی دھن تم تک نہیں
پہنچی۔"
ان لفظوں نے آسکر پر محبت کے احساس کو دھت



مسائل کا انبار۔ مشکلات کی بھرمار۔ راشن
دوائے کاروبار۔ لاپرواہی کی بھرمار۔
عزیزوں کی شکایت سمیت رات فراہم ایسے میں کیا
کرسے۔ بے چاری شواہد۔ اچھا حال کریدین کارزار
پاک کر دیا گیا تھا۔

پڑائی آسان اور سلا سلاسل تھا
کوئی مل ٹانم چاہیے تھا تو فیاض علی گھر
دل کے بھلانے کو یہ خیال غایت اچھا ثابت ہوا کہ
بارت نام میں تو کئی جگہ سر پہنچا دیا۔ سوائے "گورنر"
کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ بید کے نام پر پانچ روپے فروخت کرنے
والی بیٹری یا ڈور نوڈر سٹل۔ اور اسے اپنے حسن چہرہ
موزے لکھی بھی پر غاش نہ تھی۔

شہزاد آسین چرخا کر میدان میں اتر آئی۔ ایک
کے بعد ایک ضرورت سے آئے کام پر جلی جلی بھر
ایماندہ زائف خدا یا ایسے ہی مریض پر عمل غوطہ کھا
گی۔ ہر جگہ بخیر خواہ حسب قابلیت۔ اسی تو سڑک
میں پورا نہ تھا۔ انصار پواسن کی گاہی نہ تھا کہ شہزادی
کا رتہ تھا۔ یعنی سب کو بعد کی بات تھی۔ اس کی اگلی
اڑان عزیزان میں سہا سہا تھی۔

"تس اتنی سی بات۔ کسی سے بھی شکایت کے
مطابق ہی دی ہوئے۔ بس یہاں ہی تو اپنا بوجھ ڈھونڈ لینی
میں اپنی شکل دیکھنے بھی اس دور کی تھی ہے۔"
توجہ نہ دینا سہی۔ مگر قتل کی تھی۔ سوائیک
بار پھر تم غمگین کر میدان میں اتر آئی۔ تجارت کر
نہرے فریب اشتہار مفت کیلے کسی آفس کو آفس
تکرم کی ضرورت تھی۔ بخیر خواہ حسب قابلیت۔



خدا جموت نہ بلوائے تو ای کی اپنی سرسراہے کبھی

http://primenovels.blogspot.com/

ہر بار اپنی آنکھیں پونچھنے لگی
محبت کے جلووں کے پر بھی نہیں جلتے اگر میں
جائیں تو محبت ہاتھوں کے پردا کرنا سکے جانی
ماریے کے گرد و نواح بھڑکتی جا رہا تھا اور پھر
پورے گویا تھا میں لے کر ماریے کے قریب
پورے والے ہاتھ کو آکر ماریے کے آگے
کھلے۔

"تھکوا میں لے آیا۔ تمہارے چہرے
تسارا پورے۔ اور تسارا آسکر۔"
ماریے کھنگھلا کر فز دی اور ہاتھ بڑھا کر اس
پلے آسکر کا ہاتھ قلابہ پھر پورے اور پھر چٹو۔
"جنگو بھی اندھے نہیں ہوتے کیونکہ پورے
گوشتے نہیں ہوتے۔"

ماریے نے پورے کو اپنے منہ سے نکال لیا۔ جتنی
کے دہانے میں آسکر کے ساتھ کھڑے گاہی فرار
کو باندھ کر کے جہن کو بھاننا شروع کی۔
"محبت بھی لوٹ کر نہیں آئی۔ کیونکہ وہ
بھو ڈر نہیں جاتی۔"

ماریے نے منہ سے نکال پورے نے رہا ہے۔ اس
اپنی دکان بھائی اور پھر یکدم اس کی بدلی اور
نی چھوڑا کر بلند ہوئے اور پھر یکدم من دونوں پر ڈھیر
کئے۔

میں نے کہا تھا کہ اس کہانی کا کوئی انجام
ہے۔ کیونکہ تو اس کا تھا ہے۔
جنگو کی کہ "رفقہ"
ماریے اور آسکر کی بہت اگلی۔ "محبت"
دھوکے کے بھنگے کا۔ جو رہے۔ پورے
پورے۔"

پورے اور ایک رقص کیا گیا۔ ہل آگے پھر
سے کیا جائے گا۔"
آنسوؤں کی زیادتی نے ماریے کو بے حال کر دیا اور وہ

پورے اور ایک رقص کیا گیا۔ ہل آگے پھر
سے کیا جائے گا۔"
آنسوؤں کی زیادتی نے ماریے کو بے حال کر دیا اور وہ

پورے اور ایک رقص کیا گیا۔ ہل آگے پھر
سے کیا جائے گا۔"
آنسوؤں کی زیادتی نے ماریے کو بے حال کر دیا اور وہ

پورے اور ایک رقص کیا گیا۔ ہل آگے پھر
سے کیا جائے گا۔"
آنسوؤں کی زیادتی نے ماریے کو بے حال کر دیا اور وہ